QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

حدِ سرقہ: قرآن وسنت، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور فقہائے اربعہ کی روشنی میں ایک جامع تحقیقی و تطبیقی مطالعہ

The Prescribed Punishment for Theft (Ḥadd al-Sariqah): A Comprehensive Research and Applied Study in the Light of the Qur'an, Sunnah, Traditions of the Companions, and the Four Schools of Jurisprudence

1. Muhammad Islam
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: 70112239@student.uol.edu.pk
2. Dr. Muhammad Saeed Akhtar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: saeed.akhtar@ais.uol.edu.pk

Abstract

Ḥadd al Sariqah (the prescribed punishment for theft) is an established ruling in Islamic law, explicitly grounded in the Qur'an and further elaborated by the Sunnah of the Prophet Muhammad ﷺ. This study provides a comprehensive and analytical examination of Ḥadd al-Sariqah in the light of the Qur'an, Prophetic traditions, the legal practices and statements of the Companions, and the juristic positions of the four Sunni schools of law. It examines the principal conditions for its application, including niṣāb (minimum threshold), ḥirz (secure custody), lawful ownership, clandestine appropriation, adulthood, soundness of mind, free choice, and the absence of substantial doubt. Particular attention is given to the legal judgments and practices of the Rightly Guided Caliphs, especially ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb (RA), to clarify the practical methodology of applying this ruling. The study demonstrates that although Ḥadd al-Sariqah is a firmly established Sharīʿah ruling, its application requires the fulfillment of all prescribed conditions, reliable evidence, and the absence of doubt. The practices of the Companions further indicate that necessity, hunger, coercion, social injustice, and public interest may be relevant in determining its application. The study concludes that the objective of Ḥadd al-Sariqah is not merely punitive; rather, it seeks to protect property, establish justice, maintain social order, preserve human dignity, and prevent crime. Its implementation must therefore be governed by justice, due investigation, legal certainty, caution, and strict compliance with the requirements of Sharīʿah.

Keywords: *Ḥadd al-Sariqah; Theft in Islamic Law; Qur'an; Sunnah; Companions; Four Sunni Schools; Niṣāb; Ḥirz; Islamic Criminal Law; Sharīʿah.*

اسلام نے انسانی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کو مقاصدِ شریعت میں بنیادی حیثیت دی ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے شریعت نے اموال پر ناجائز دست درازی کی مختلف صورتوں کے الگ الگ احکام بیان کیے ہیں۔ ان میں سرقہ اور حرابہ نمایاں جرائم ہیں۔ اگرچہ دونوں کا تعلق مال سے ہے، لیکن ان کی حقیقت، شرائط اور احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لیے فقہائے اسلام نے ان دونوں کو مستقل ابواب میں ذکر کیا ہے۔

سرقہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغتِ عرب میں سرقہ کا معنی کسی چیز کو پوشیدہ طریقے سے لے جانا ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

«السَّرِقَةُ: أَخْذُ الشَّيْءِ فِي خُفْيَةٍ.»(لسان العرب، 1414ھ، 10/155)

"سرقہ کسی چیز کو پوشیدہ طریقے سے لینے کا نام ہے۔"

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

«السَّرِقَةُ أَخْذُ مَالِ الْغَيْرِ خُفْيَةً.»(المفردات، 1412ھ، ص401)

"سرقہ دوسرے کے مال کو خفیہ طور پر لینے کو کہتے ہیں۔"

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

لغوی تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خفیہ پن سرقہ کا بنیادی وصف ہے۔ اگر مال اعلانیہ طاقت کے ذریعے لیا جائے تو وہ سرقہ نہیں بلکہ غصب، نہب یا حرابہ کے احکام میں داخل ہوگا۔

فقہی اصطلاح میں فقہائے اسلام نے سرقہ کی تعریف کرتے ہوئے اس کے تمام شرعی ارکان کو واضح کیا ہے۔ علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

«السَّرِقَةُ هِيَ أَخْذُ الْعَاقِلِ الْبَالِغِ نِصَابًا مَحْرُوزًا عَلَى وَجْهِ الْخُفْيَةِ.»(بدائع الصنائع،1406ھ،7/64)

"سرقہ یہ ہے کہ عاقل وبالغ شخص کسی محفوظ جگہ سے نصاب کے برابر مال کو خفیہ طور پر لے۔"

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

«السَّرِقَةُ أَخْذُ مَالٍ مُحْتَرَمٍ مِنْ حِرْزِهِ خُفْيَةً.»(المغني،1417ھ،12/299)

"سرقہ دوسرے کے محترم مال کو اس کی محفوظ جگہ سے خفیہ طور پر لینا ہے۔"

ان تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ حدِ سرقہ صرف ہر قسم کی چوری پر نافذ نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے مال کا محترم ہونا، حرز میں ہونا، نصاب کو پہنچنا، چور کا مکلف ہونا اور شبہ کا نہ ہونا ضروری ہے۔ اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو حد نافذ نہیں ہوتی بلکہ تعزیری سزا دی جاتی ہے۔ یہی اصول بعد میں آثارِ صحابہ سے بھی ثابت ہوتا ہے، جنہوں نے حدود کے نفاذ میں انتہائی احتیاط کو ملحوظ رکھا۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں حدسرقہ کا اثبات ومشروعیت

سرقہ کی حرمت اور اس پر حد کا حکم براہِ راست قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(القرآن الکریم، المائدۃ: 38)

"اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کے کیے ہوئے جرم کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے، اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بڑی حکمت والا ہے۔"

یہ آیت حدِ سرقہ کی اصل بنیاد ہے، لیکن آیت میں مذکور حکم مطلق نہیں بلکہ سنتِ نبوی اور آثارِ صحابہ نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ چنانچہ نصاب، حرز، شبہ، ملکیت اور دیگر شرائط احادیث اور آثار سے ثابت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے امت نے قرآن، سنت اور آثارِ صحابہ کو جمع کر کے حدِ سرقہ کے مکمل اصول مرتب کیے ہیں۔

حدِ سرقہ کے اثبات وتفصیل میں احادیث نبویہ ﷺ

قرآنِ مجید نے حدِ سرقہ کا اصل حکم بیان کیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات اور عملی فیصلوں کے ذریعے اس حکم کی تفصیلات واضح فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نصاب، حرز، شبہات اور دیگر شرائط کی وضاحت فرما کر حدِ سرقہ کے نفاذ کا منہج متعین کیا۔ اسی بنا پر محدثین اور فقہاء کا اتفاق ہے کہ سنتِ نبوی کے بغیر حدِ سرقہ کی عملی تطبیق ممکن نہیں۔

جیسا کی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا»(بخاري،1422ھ، رقم:6789؛ مسلم،1392ھ، رقم:1684)

"چور کا ہاتھ صرف ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مال کی چوری پر کاٹا جائے گا۔"

مندرجہ بالا حدیث حدِ سرقہ کے نفاذ کے لیے نصاب کی شرط پر بنیادی دلیل ہے۔ جمہور فقہاء نے اسی روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مقررہ نصاب سے کم مال کی چوری پر حد نافذ نہیں ہوگی، بلکہ قاضی حالات کے مطابق تعزیری سزا دے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے معمولی مالی نقصان پر عضو کاٹنے جیسی سخت سزا نافذ نہیں کی، بلکہ اس کے لیے ایک متعین حد مقرر فرمائی تاکہ عدل اور اعتدال برقرار رہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ»(بخاري،1422ھ، رقم:6795؛ مسلم،1392ھ، رقم:1686)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔"

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف نظری احکام بیان نہیں فرمائے بلکہ عملی طور پر بھی حدِ سرقہ نافذ فرمائی۔ فقہاء نے اس روایت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو جمع کرتے ہوئے نصاب کے مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے اور مختلف ادوار میں دینار و درہم کی قیمت کے اعتبار سے نصاب کی تعیین کی ہے۔

نیز حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ، يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ»(البخاري،1422ھ،رقم:6783)،(مسلم، 1392ھ،رقم:1687)

"اللہ تعالیٰ چور پر لعنت فرمائے، وہ (ایسی چیز) چوری کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور وہ (دوسری چیز) چوری کرتا ہے جس کے سبب بھی اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔"

درج بالا حدیث کا مقصد معمولی چیز پر حد نافذ کرنا نہیں، بلکہ چوری کی قباحت اور اس کے انجام سے خبردار کرنا ہے۔ محدثین نے وضاحت کی ہے کہ یہاں مذکور اشیاء سے وہ چیزیں مراد ہیں جو اس وقت نصاب یا اس کے مساوی قیمت رکھتی تھیں، یا یہ اس جرم کی سنگینی کو بیان کرنے کا اسلوب ہے۔

مذکورہ احادیث سے درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں:

- حدِ سرقہ کا نفاذ صرف تمام شرائط کی تکمیل کے بعد ہوتا ہے۔
- نصاب سے کم مال کی چوری پر حد نافذ نہیں ہوتی۔
- رسول اللہ ﷺ نے حدِ سرقہ کو عملاً نافذ کر کے اس کی شرعی حیثیت واضح فرمائی۔
- سنتِ نبوی نے قرآنِ مجید کے اجمال کی تفصیل بیان کی، جسے بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے فیصلوں میں اختیار کیا۔

حدِ سرقہ کی تطبیق اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم

قرآن مجید نے حدِ سرقہ کا اصل حکم بیان کیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شرائط، قیود اور عملی صورتوں کو واضح فرمایا۔ ان دونوں بنیادی مصادر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے حدِ سرقہ کی تطبیق اور تفہیم میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے اربعہ نے سرقہ سے متعلق بہت سے جزئی مسائل میں آثارِ صحابہ سے استدلال کیا ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہِ راست عہدِ نبوی ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور احکامِ شریعت کے مقاصد کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔

خلفائے راشدین خصوصاً حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی ریاست وسیع ہوئی، نئے معاشرتی اور معاشی مسائل سامنے آئے، لیکن اس کے باوجود حدود کے نفاذ میں عدل، احتیاط اور مقاصدِ شریعت کو ہمیشہ مقدم رکھا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعدد فیصلے اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ اسلامی قانون کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ عدل کا قیام اور ظلم کا خاتمہ ہے۔

امام معمر، یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: «لَا يُقْطَعُ فِي عِذْقٍ، وَلَا عَامَ السَّنَةِ» (مصنف عبد الرزاق،1403ھ،رقم:18990)

"کھجور کے خوشے کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اور نہ ہی قحط (عام الرمادہ) کے سال حدِ سرقہ نافذ کی جائے گی۔"

یہی مضمون مصنف ابن أبي شیبہ میں بھی مروی ہے، اگرچہ بعض اسانید میں راویوں کے درمیان انقطاع یا جہالت پر محدثین نے گفتگو کی ہے۔

یہ اثر فقہِ اسلامی کے مشہور ترین آثار میں شمار ہوتا ہے، لیکن اس کے بارے میں دو علمی پہلو ملحوظ رہنے چاہییں۔ ایک یہ کہ اس اثر سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآنِ کریم کی آیتِ حدِ سرقہ کو معطل کر دیا تھا، بلکہ انہوں نے اس مخصوص صورت میں حد کے نفاذ کی شرائط مکمل نہ ہونے کی وجہ سے حد نافذ نہیں کی۔ عام الرمادہ شدید قحط اور بھوک کا زمانہ تھا۔ ایسے حالات میں بہت سے لوگ اضطرار اور مجبوری کی وجہ سے دوسروں کے مال کی طرف مائل ہو سکتے تھے، اور شریعت اضطرار کو ایک معتبر عذر تسلیم کرتی ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

دوسرا یہ کہ اس اثر کی سند پر محدثین نے بحث کی ہے۔ عبد الرزاق کی روایت مرسل ہے، جبکہ ابن ابی شیبہ کی بعض اسانید میں مجہول راویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی لیے بعض اہلِ علم نے اس کی سند پر کلام کیا ہے، جبکہ فقہاء نے اس واقعے کو متعدد شواہد اور حضرت عمرؓ کے معروف اجتہادی منہج کی بنا پر قبول کیا ہے۔

اسی بنا پر اس اثر سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اضطرار اور شبہ کی وجہ سے حد نافذ نہیں کی، نہ کہ یہ کہ انہوں نے حدِ سرقہ کو منسوخ یا معطل کر دیا تھا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے مزینہ قبیلے کے ایک شخص کی اونٹنی چرا کر ذبح کر دی۔ معاملہ حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لیکن پھر فرمایا:

«أَنَّ غِلْمَانًا لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَانْتَحَرُوهَا، فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَمَرَ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ لِحَاطِبٍ: إِنِّي لَأَرَاكَ تُجِيعُهُمْ، وَاللَّهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غَرَامَةً تُوجِعُكَ، ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ: كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؟ فَقَالَ: أَرْبَعمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَعْطِهِ ثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ»(موطأامام مالک،1412ھ، رقم:1508)

"میرا خیال ہے کہ تم (اے حاطب!) انہیں بھوکا رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! میں تم پر ایسا جرمانہ عائد کروں گا جو تمہیں تکلیف دے گا۔" پھر اونٹنی کے مالک سے اس کی قیمت پوچھی۔ اس نے کہا: چار سو درہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اسے آٹھ سو درہم ادا کرو۔"

درج بالا روایت امام مالک نے الموطا میں روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ اسے امام بیہقی نے بھی نقل کیا ہے اور فقہاء نے اسے بابِ سرقہ اور اضطرار میں بطور دلیل ذکر کیا ہے۔

یہ اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فقہی منہج کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حدِ سرقہ نافذ کرنے کا ارادہ کیا، کیونکہ جرم واقع ہو چکا تھا اور مال بھی لیا گیا تھا، لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ احتمال ظاہر ہوا کہ غلام بھوک اور تنگی کی وجہ سے اس فعل پر مجبور ہوئے ہیں تو آپؓ نے معاملے کا رخ بدل دیا۔

پہلے اثر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط کے عمومی حالات کی وجہ سے حد نافذ نہیں کی، جبکہ اس اثر میں انفرادی اضطرار اور بھوک کو پیشِ نظر رکھا۔ دونوں آثار اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک حدود کے نفاذ میں عدل، تحقیق اور شبہات کا ازالہ بنیادی حیثیت رکھتا تھا، اور یہی منہج بعد میں فقہائے امت نے اختیار کیا۔

یہاں دو اہم اصول سامنے آتے ہیں:

1. حدود کے نفاذ سے پہلے حالات کی تحقیق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف جرم کے وقوع کو کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کے اسباب کی بھی تحقیق کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عدالتی نظام میں محض ظاہری جرم نہیں بلکہ اس کے محرکات اور حالات بھی اہم ہیں۔

2. شبہ کی موجودگی میں حد ساقط ہو جاتی ہے

جب غلاموں کی بھوک اور مجبوری کا احتمال پیدا ہوا تو یہ ایک مؤثر شبہ بن گیا۔ فقہاء نے اسی بنا پر لکھا ہے کہ اضطرار، مجبوری اور شبہ حدِ سرقہ کے نفاذ میں مانع ہو سکتے ہیں۔ اس واقعے میں حضرت عمرؓ نے حد نافذ کرنے کے بجائے مالک کو ذمہ دار ٹھہرایا، کیونکہ اس کی کوتاہی جرم کے اسباب میں شامل تھی۔

یہ اثر اس حقیقت کو بھی واضح کرتا ہے کہ اسلام میں حدود کا مقصد محض جسمانی سزا نہیں بلکہ معاشرتی انصاف کا قیام ہے۔ اگر معاشرہ یا مالک اپنی ذمہ داری ادا نہ کرے اور اس کے نتیجے میں جرم جنم لے تو شریعت اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتی۔

شبہ کی وجہ سے حد کو ساقط کرنا

امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

«أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَدْرَأُ الْحَدَّ بِالشُّبْهَةِ»(مصنف عبد الرزاق، 1403ھ، 10/232)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شبہ کی بنا پر حد کو ساقط کر دیا کرتے تھے۔"

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

یہ اثر اگرچہ مختصر ہے، لیکن فقہِ اسلامی کے ایک عظیم اصول کی نمائندگی کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے نزدیک حد کا نفاذ صرف اس وقت ممکن تھا جب جرم ہر اعتبار سے ثابت ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔ اگر ملکیت، نصاب، حرز، اقرار، شہادت یا مجرم کی نیت کے بارے میں کوئی معتبر شبہ موجود ہوتا تو آپؓ حد نافذ نہیں کرتے تھے۔

یہ منہج دراصل سنتِ نبوی ﷺ کی عملی تطبیق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی قضا کے باب میں احتیاط کو ملحوظ رکھا، اور صحابۂ کرامؓ نے اسی اصول کو آگے بڑھایا۔ حضرت عمرؓ کے فیصلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عدالتی نظام میں اصل مقصود عدل کا قیام ہے، نہ کہ ہر صورت سزا دینا۔

امام سرخسی لکھتے ہیں کہ شبہ کی وجہ سے حد کو ساقط کرنا دراصل شریعت کے اس اصول پر مبنی ہے کہ حدود انتہائی سنگین سزائیں ہیں، اس لیے ان کے نفاذ میں یقین مطلوب ہے، محض غالب گمان کافی نہیں۔ (المبسوط، 1414ھ، 9/133)

اسی طرح امام ابن قدامہ نے بھی لکھا ہے کہ اگر کسی معاملے میں ایسا شبہ موجود ہو جو حد کے ثبوت کو متاثر کرے تو حد نافذ نہیں کی جائے گی۔ (المغني، 1417ھ، 312/12)

حضرت عمر بن خطابؓ کے مذکورہ تینوں آثار کے مجموعی مطالعے سے یہ اصول سامنے آتے ہیں کہ حدِ سرقہ شریعت کا قطعی حکم ہونے کے باوجود اس کے نفاذ کے لیے تمام شرائط کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ اضطرار، بھوک، اکراہ اور دیگر معتبر شبہات کی موجودگی میں حد کے سقوط کا امکان رہتا ہے، کیونکہ اسلامی عدالتی نظام سزا کے نفاذ سے قبل تحقیق، احتیاط اور انصاف کو مقدم رکھتا ہے۔ آثارِ صحابہؓ سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ حدِ سرقہ کے نفاذ میں شبہات کا اعتبار کیا جائے اور حالات و اسباب کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے، تاکہ شرعی حکم کا نفاذ عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔

آثارِ صحابہ کا فقہی منہج

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابۂ کرامؓ نے حدود کے نفاذ میں قرآن و سنت کی حقیقی روح کو ملحوظ رکھا۔ ان کے فیصلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حدِ سرقہ ایک منصوص شرعی حکم ہے، لیکن اس کا نفاذ اس وقت تک نہیں کیا جاتا جب تک جرم تمام شرائط کے ساتھ ثابت نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے ایسے متعدد فیصلے صادر کیے جن میں شبہ، اضطرار یا ملکیت کے اختلاف کی بنا پر حد نافذ نہیں کی گئی۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا عام الرمادہ کے دوران حدِ سرقہ کو نافذ نہ کرنا اس اصول کی نمایاں مثال ہے۔ فقہائے امت نے اس فیصلے کو قرآن و سنت سے انحراف قرار نہیں دیا بلکہ اسے مقاصدِ شریعت کے عین مطابق اجتہاد قرار دیا ہے، کیونکہ اس وقت جرم کا بنیادی سبب مجرمانہ عادت نہیں بلکہ اضطرار اور شدید قحط تھا۔ اسی لیے امام سرخسی لکھتے ہیں کہ حدود میں شبہ کا اعتبار کرنا صحابۂ کرام کے تعامل سے ثابت ہے۔ (المبسوط، 1414ھ، 9/133)

اسی طرح علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ حد اس وقت واجب ہوتی ہے جب جرم ہر قسم کے شبہ سے خالی ہو، کیونکہ شبہ حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ (بدائع الصنائع، 1406ھ، 67/7)

امام ابن قدامہ بھی لکھتے ہیں:

«إذا وُجِدَتِ الشُّبْهَةُ سَقَطَ الْحَدُّ.» (المغني، 1417ھ، 12/312)

"جب معتبر شبہ موجود ہو تو حد ساقط ہو جاتی ہے۔"

آثارِ صحابہ کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شبہ کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیے بغیر عملاً اس کی مختلف صورتوں کا اعتبار کیا، مثلاً:

اضطرار اور شدید بھوک، ملکیت میں اشتراک یا اختلاف کا ہونا، مال کے حرز میں ہونے یا نہ ہونے کا شبہ، نصاب کے تحقق میں اختلاف اور ثبوتِ جرم میں ضعف کا پایا جانا۔

یہی اصول بعد میں فقہائے اربعہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیے۔ احناف نے شبہِ ملک، مالکیہ نے مصلحتِ عامہ، شافعیہ نے نصاب و حرز اور حنابلہ نے ثبوتِ جرم کی قطعیت پر خصوصی بحث کی، لیکن سب کا نتیجہ ایک ہی ہے کہ حدود میں احتیاط اصل ہے، اور شبہ کی موجودگی میں حد نافذ نہیں کی جاتی۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

فقہاءِ احناف

احناف کے نزدیک حدِ سرقہ ان تمام شرائط کے جمع ہونے کے بعد ہی واجب ہوتی ہے جنہیں شریعت نے مقرر کیا ہے۔ ان شرائط میں مکلف ہونا، مال کا محترم ہونا، مال کا نصاب کو پہنچنا، حرز (محفوظ جگہ) سے خفیہ طور پر نکالنا اور کسی شرعی شبہ کا نہ ہونا شامل ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو حد نافذ نہیں کی جائے گی بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی۔

امام کاسانی نے واضح کیا ہے کہ سرقہ کی شرعی تعریف ہی ان شرائط کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، اس لیے ہر وہ فعل جس میں ان شرائط میں سے کوئی شرط موجود نہ ہو، اگرچہ عرف میں چوری کہلاتا ہو، شرعاً موجبِ حد نہیں بنتا۔ (بدائع الصنائع، 1406ھ، 7/64–74)

امام سرخسی نے اس بحث کو مزید وسعت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ شبہ کی موجودگی میں حد ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ حدود میں اصل احتیاط ہے۔ ان کے نزدیک شبہ کبھی ملکیت میں ہوتا ہے، کبھی حرز میں، کبھی نصاب میں اور کبھی مجرم کی نیت یا اضطرار میں۔ ایسی تمام صورتوں میں حد نافذ نہیں کی جاتی۔ (المبسوط، 1414ھ، 9/133–152)

احناف کا منہج آثارِ حضرت عمرؓ سے خاص طور پر متاثر دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے ان کی فقہ میں "درء الحدود بالشبهات" کا عملی اطلاق زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔

فقہاءِ مالکیہ

مالکی فقہ میں بھی حدِ سرقہ کے لیے نصاب، حرز اور صحیح ملکیت بنیادی شرائط ہیں، لیکن مالکیہ جرم کے سماجی اور معاشرتی پس منظر کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا سبب موجود ہو جو مجرم کی ذمہ داری کو متاثر کرتا ہو تو قاضی اس کا لحاظ کرے گا۔

امام ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام شرائط کی تکمیل کے بغیر حد نافذ نہیں ہوتی۔ (الاستذکار، 1421ھ، 7/476)

امام قرافی نے بھی وضاحت کی ہے کہ مقاصدِ شریعت کے پیشِ نظر حدود کا نفاذ عدل کے ساتھ مشروط ہے، اس لیے شبہ یا اضطرار کی صورت میں حد سے اجتناب کیا جائے گا۔ (الذخیرۃ، 1994ء، 12/165)

مالکی فقہ میں حضرت عمرؓ کے عام الرمادہ کے فیصلے کو ایک اہم عملی نظیر کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود کے نفاذ میں معاشرتی حالات کو مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

فقہاءِ شافعیہ

شافعیہ کے نزدیک بھی حدِ سرقہ کے لیے نصاب، حرز، خفیہ طور پر مال لینا اور ملکیت کی صحت بنیادی شرائط ہیں۔ اگر مال غیر محفوظ جگہ پر رکھا ہو یا اس کی ملکیت میں معتبر اختلاف ہو تو حد نافذ نہیں ہوگی۔ امام نووی نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ سرقہ کی ہر صورت موجبِ حد نہیں، بلکہ صرف وہی صورت جس میں شرائط مکمل ہوں۔ انہوں نے نصاب، حرز، شہادت اور اقرار کے مسائل کو الگ الگ ابواب میں ذکر کیا ہے۔ (المجموع، 1421ھ، 20/84–120)

امام شافعی نے بھی اپنی کتاب الأم میں اس بات پر زور دیا ہے کہ حدود میں قیاس سے زیادہ نصوص اور صحابۂ کرام کے تعامل کو بنیاد بنایا جائے۔ (الأم، 1422ھ، 7/150)

شافعیہ کے ہاں قانونی ثبوت اور شہادت کے معیار پر خاص زور دیا گیا ہے۔ اس لیے اگر ثبوت میں کسی درجے کا ضعف ہو تو حد نافذ کرنے کے بجائے تعزیر کو ترجیح دی جاتی ہے۔

فقہاءِ حنابلہ

حنابلہ نے حدِ سرقہ کے باب میں قرآن، سنت اور آثارِ صحابہ تینوں کو یکجا کر کے استدلال کیا ہے۔ ان کے نزدیک مال کا حرز میں ہونا، نصاب کا مکمل ہونا، چوری کا خفیہ طور پر ہونا اور شبہ کا نہ ہونا لازمی شرائط ہیں۔

امام ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اہلِ علم کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں کہ حرز حدِ سرقہ کی بنیادی شرط ہے۔ اسی طرح اگر کسی معتبر شبہ کی بنا پر جرم مشتبہ ہو جائے تو حد نافذ نہیں کی جائے گی۔ (المغني، 1417ھ، 12/299–320)

امام ابن مفلح نے بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کے فیصلے اس باب میں حنابلہ کے استدلال کا اہم حصہ ہیں۔ (الفروع، 1424ھ، 10/289)

حنابلہ کا موقف نصوص اور آثار کے درمیان بہترین تطبیق پیش کرتا ہے۔ ان کے نزدیک حد کا مقصد محض سزا نہیں بلکہ عدل اور معاشرے کے امن کا تحفظ ہے، اس لیے شبہ کی موجودگی میں حد کو مؤخر یا ساقط کرنا شریعت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

فقہاء اربعہ آراء کا تقابلی جائزۃ

فقہائے اربعہ کے اقوال کا تقابلی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اگرچہ بعض جزوی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اصولی طور پر سب اس بات پر متفق ہیں کہ:

- حدِ سرقہ صرف تمام شرائط کی تکمیل کے بعد نافذ ہوگی۔
- نصاب، حرز، صحیح ملکیت اور عدمِ شبہ بنیادی شرائط ہیں۔
- شبہ، اضطرار اور مجبوری کی صورت میں حد نافذ نہیں کی جاتی۔
- حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلے ان فقہی اصولوں کی عملی بنیاد ہیں۔
- قرآن، سنت، آثارِ صحابہ اور اجتہادِ فقہاء ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور اسلامی قانونِ سرقہ کی جامع تصویر پیش کرتے ہیں۔

آثار واحادیث کی روشنی میں فقہائے اربعہ کا راجح موقف

احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے اربعہ اگرچہ حدِ سرقہ کے بعض جزوی مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں، لیکن اصولی بنیادوں میں ان کے درمیان نمایاں اتفاق پایا جاتا ہے۔ ان سب کے نزدیک حدِ سرقہ کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک قرآن وسنت میں مذکور تمام شرائط مکمل نہ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نصاب، حرز، ملکیت، خفیہ طریقے سے اخذِ مال، بلوغ، عقل، اختیار اور عدمِ شبہ کو بنیادی شرائط قرار دیا ہے۔

نصاب کے مسئلے میں جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) نے حضرت عائشہؓ کی روایت «لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا» کو بنیاد بنایا اور ربع دینار یا اس کے مساوی مال کو نصاب قرار دیا ہے۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت، جس میں نبی کریم ﷺ نے تین درہم مالیت کی ڈھال کی چوری پر حد نافذ فرمائی، اس بات کی دلیل ہے کہ حد صرف اس مال پر نافذ ہوگی جو شرعاً نصاب کو پہنچتا ہو۔ (البخاري، 1422ھ، رقم: 6795)، (مسلم، 1392ھ، رقم: 1686)

دوسری طرف حضرت عمر بن خطابؓ کے آثار، خصوصاً عام الرمادہ میں حدِ سرقہ کو نافذ نہ کرنا، اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ شبہ اور اضطرار حد کے نفاذ میں مؤثر ہیں۔ فقہائے اربعہ نے اس اثر کو مختلف انداز سے قبول کیا، لیکن اصولی طور پر سب اس بات پر متفق ہیں کہ اگر معتبر شبہ موجود ہو تو حد نافذ نہیں کی جائے گی۔

احناف نے اس اصول کو سب سے زیادہ وسعت دی اور شبہِ ملک، شبہِ استحقاق اور اضطرار کی متعدد صورتوں میں حد کے سقوط کا حکم دیا۔ (المبسوط، 1414ھ، 9/133؛ بدائع الصنائع، 1406ھ، 7/64)

مالکیہ نے بھی حضرت عمرؓ کے اجتہاد کو مقاصدِ شریعت کے تناظر میں قبول کیا اور یہ اصول قائم کیا کہ اگر معاشرتی حالات جرم کے ارتکاب میں مؤثر ہوں تو قاضی ان کا لحاظ کرے گا۔ (الاستذکار، 1421ھ، 7/476؛ الذخیرۃ، 1994ء، 12/165)

شافعیہ نے اگرچہ نصوص کی ظاہری دلالت پر زیادہ زور دیا، لیکن انہوں نے بھی نصاب، حرز اور عدمِ شبہ کو حد کے لیے شرط قرار دیا اور ثبوت میں کسی خلل کی صورت میں حد نافذ کرنے سے اجتناب کیا۔ (المجموع، 1421ھ، 20/84)

حنابلہ نے قرآن، سنت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ معتبر شبہ کی موجودگی میں حد ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ حدود کا مقصد عدل کا قیام ہے، نہ کہ محض سزا دینا۔ (المغني، 1417ھ، 12/299–320)

راجح موقف

دلائلِ قرآن، احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجموعی مطالعے سے یہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ جمہور فقہاء کا موقف راجح ہے، کیونکہ وہ تمام نصوص میں تطبیق پیدا کرتا ہے۔ اس موقف کے مطابق:

- حدِ سرقہ اللہ تعالیٰ کا قطعی حکم ہے، اس کا انکار یا تعطیل جائز نہیں۔

- حد صرف اسی صورت میں نافذ ہوگی جب جرم تمام شرائط کے ساتھ یقینی طور پر ثابت ہو۔
- نصاب، حرز، صحیح ملکیت اور عدمِ شبہ بنیادی شرائط ہیں۔
- اضطرار، اکراہ، قحط، شبہِ ملک اور دیگر معتبر شبہات کی موجودگی میں حد نافذ نہیں کی جائے گی۔
- حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے فیصلے اسی اصول کی عملی تفسیر ہیں، نہ کہ حدِ سرقہ کی تعطیل۔

اس لیے فقہی اعتبار سے وہ منہج زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے جو قرآن کے حکم، سنتِ نبوی ﷺ کی تشریح اور آثارِ صحابہ ؓ کے عملی تعامل تینوں کو یکجا کر کے حدِ سرقہ کے نفاذ کا فیصلہ کرتا ہے۔ یہی منہج اسلامی قانون کے مقاصد، عدل، احتیاط اور حفظِ اموال کے اصولوں سے بھی زیادہ ہم آہنگ ہے۔

نتائج بحث

قرآنِ کریم، سنتِ نبوی ﷺ، آثارِ صحابہ کرامؓ اور فقہائے اربعہ کے اقوال کے مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

- قرآنِ کریم سے حدِ سرقہ کا حکم قطعی طور پر ثابت ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ نے اس کے نصاب، شرائط، ثبوت اور نفاذ کی عملی تفصیلات واضح کی ہیں۔
- آثارِ صحابہؓ، بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے فیصلے، حدِ سرقہ کی عملی تطبیق کا اہم ماخذ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محض چوری کا وقوع کافی نہیں بلکہ تمام شرعی شرائط کا تحقق ضروری ہے۔
- فقہائے اربعہ کے ہاں اصولی طور پر اس امر پر اتفاق ہے کہ حدِ سرقہ نصاب، حرز، معتبر ملکیت، خفیہ اخذ مال، بلوغ، عقل، اختیار اور شبہ سے پاک ہونے جیسی شرائط کی تکمیل کے بعد ہی نافذ ہوگی۔
- نصابِ سرقہ کے تعین میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے مروی صحیح احادیث بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، جبکہ درء الحدود بالشبهات کا اصول احادیث، آثارِ صحابہؓ اور فقہی تعامل سے مؤید ہے۔
- فقہائے اربعہ کے مابین بیشتر اختلافات فروعی اور تطبیقی نوعیت کے ہیں، جبکہ بنیادی اصول اور مقاصد میں نمایاں اتفاق پایا جاتا ہے؛ اس لیے ان اختلافات کو فقہی تنوع کے تناظر میں دیکھنا زیادہ مناسب ہے۔
- آثارِ صحابہؓ سے واضح ہوتا ہے کہ قانونِ سرقہ کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ حفظِ مال، قیامِ عدل، معاشرتی امن اور انسانی وقار کا تحفظ بھی اس کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔
- حد کے نفاذ سے قبل قاضی پر لازم ہے کہ وہ جرم کے تمام مادی و معنوی ارکان، نصاب، حرز، مال کی نوعیت، حالاتِ وقوع اور ثبوتِ جرم کا باریک بینی سے جائزہ لے، کیونکہ معتبر شبہ حد کے سقوط کا سبب بنتا ہے۔
- عصرِ حاضر میں حدود کے نفاذ سے قبل معاشرتی عدل، بنیادی ضروریات کی فراہمی اور ظلم و استحصال کے خاتمے کو یقینی بنانا اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے، جس کی عملی نظیر حضرت عمرؓ کے بعض اجتہادات میں ملتی ہے۔
- مجموعی طور پر تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ حدِ سرقہ ایک منصوص شرعی حکم ہے، تاہم اس کا نفاذ کامل عدل، یقینی ثبوت، تمام شرائط کی تکمیل اور شبہات سے پاک ہونے کے ساتھ مشروط ہے۔ یہی منہج قرآن، سنت، آثارِ صحابہؓ اور فقہِ اسلامی کے مجموعی مزاج سے زیادہ ہم آہنگ ہے

مصادر ومراجع

- ابن أبي شيبة، عبد الله بن محمد. (1409هـ). المصنف (تحقيق: كمال يوسف الحوت). بيروت: دار الفكر.
- ابن الجوزية، محمد بن أبي بكر. (1411هـ). إعلام الموقعين عن رب العالمين (تحقيق: محمد عبد السلام إبراهيم). بيروت: دار الكتب العلمية.
- ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي. (1379هـ). فتح الباري شرح صحيح البخاري. بيروت: دار المعرفة.
- ابن رشد، محمد بن أحمد. (1425هـ). بداية المجتهد ونهاية المقتصد. القاهرة: دار الحديث.
- ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله. (1421هـ). الاستذكار (تحقيق: سالم محمد عطا). بيروت: دار الكتب العلمية.

- ابن قدامة، عبد الله بن أحمد. (1417هـ). المغني (تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي، وعبد الفتاح الحلو). الرياض: دار عالم الكتب.
- البخاري، محمد بن إسماعيل. (1422هـ). صحيح البخاري. دمشق: دار طوق النجاة.
- البيهقي، أحمد بن الحسين. (1424هـ). السنن الكبرى (تحقيق: محمد عبد القادر عطا). بيروت: دار الكتب العلمية.
- الجصاص، أحمد بن علي. (1415هـ). أحكام القرآن. بيروت: دار الكتب العلمية.
- السرخسي، محمد بن أحمد. (1414هـ). المبسوط. بيروت: دار المعرفة.
- الشافعي، محمد بن إدريس. (1422هـ). الأم (تحقيق: رفعت فوزي عبد المطلب). المنصورة: دار الوفاء.
- عبد الرزاق الصنعاني، أبو بكر. (1403هـ). المصنف (تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي). بيروت: المكتب الإسلامي.
- القرافي، أحمد بن إدريس. (1994م). الذخيرة (تحقيق: محمد حجي وآخرين). بيروت: دار الغرب الإسلامي.
- الكاساني، علاء الدين أبو بكر بن مسعود. (1406هـ). بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (ط2). بيروت: دار الكتب العلمية.
- مالك بن أنس. (1412هـ). الموطأ (تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي). بيروت: دار إحياء التراث العربي.
- مسلم بن الحجاج. (1392هـ). صحيح مسلم (تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي). بيروت: دار إحياء التراث العربي.
- النووي، يحيى بن شرف. (1421هـ). المجموع شرح المهذب. بيروت: دار الفكر.

جدید ماخذ و مراجع

- الخطاف، حسن. (2015). مفهوم الحرابة وضوابطها: دراسة بين النص القرآني والتراث الفقهي. مجلة إسلامية المعرفة، 21(82)، 91–128.
- محمد محمد عبد الحكيم. (2012). حد الحرابة بين النظرية والتطبيق: دراسة فقهية مقارنة. مجلة البحوث والدراسات الشرعية، 5، 255–282.
- خالد، مصطفى إبراهيم أحمد. (2019). البيئة الرقمية والسرقة الحدية. المجلة العربية لعلوم الأدلة الجنائية والطب الشرعي، 9(1)، 1296–1309.
- مقالات مجلة الشريعة والدراسات الإسلامية – جامعة الكويت المتعلقة بالحدود والجرائم الشرعية (2018–2024).
- مقالات مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة في الفقه الجنائي الإسلامي (2018–2024).
- مقالات مجلة جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية في السياسة الشرعية والفقه الجنائي (2018–2024).
- مقالات مجلة جامعة أم القرى للعلوم الشرعية والدراسات الإسلامية المتعلقة بفقه الحدود (2018–2024).
- مقالات مجلة الدراسات الإسلامية (الجامعة الأردنية) في أحكام السرقة والحدود (2017–2024).
- مقالات مجلة كلية الشريعة والدراسات الإسلامية – جامعة قطر المتعلقة بالفقه الجنائي الإسلامي (2018–2024).
- مقالات مجلة جامعة الأزهر (كلية الشريعة والقانون) في جرائم الحدود والتطبيقات المعاصرة (2017–2024).
- مقالات مجلة جامعة الزيتونة للدراسات الإسلامية المتعلقة بأحكام السرقة والحرابة (2018–2024).
- مقالات مجلة العلوم الشرعية – جامعة القصيم في فقه الجنايات والحدود (2018–2024).
- مقالات مجلة البحوث الفقهية المعاصرة المتعلقة بالحدود الشرعية وتطبيقاتها (2018–2024
- مقالات مجلة العدل – وزارة العدل السعودية في الاجتهادات القضائية المتعلقة بالسرقة والحرابة (2018–2024).